عروس صنائع کن فکان فضل خالق زمین و آسمان
قرآن
مطبع نامی منشی نولکشور میں بحسن بیان منطبع ہوا

کلیات و دواوین فارسی

یہ نمونہ صنائع کن فکان فصاحت [illegible]
دیوان گویا
مطبع منشی نولکشور میں بحسن اہتمام طبع ہوا

الٰہی تاکہ رہے صفحۂ جہان قائم — الٰہی تاکہ رہے دہر مین کتاب قلم
جہان مین شاہ ولایت کے دوست ہین جتنے — بجز ثواب نہ انکے لکھے عذاب قلم
جو دوستون کو سمجھتے ہین دشمنان علیؑ — تو انکی سر کو کرے تیغ بوتراب قلم
علیؑ کا صفحۂ عالم مین جو کہ دشمن ہو — تو رو سیہ کرے اسی طرح شتاب قلم
لکھا کرون مین سدا وصف ساقیِ کوثر — پیالے دائرے ہون کیفی شراب قلم
اگر مرون مین الٰہی تو خاک سے میری — ہر اک اُگن پہ لکھے نام بوتراب قلم

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان خدیو گیہان ابو المظفر معز الدین شاہ زمن نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی زاد ملکہ و سلطنتہٗ

برنگ گل جسے اب دیکھیے وہ خندان ہے — بہار عیش سے ہندوستان گلستان ہے
بنایا ہند کو گلشن بہار نے ایسا — کہ شوق سیر مین سرو چمن خرامان ہے
بہار باغ مین کیا کیا کھلا رہی ہے گل — شگفتہ غنچۂ منقار عندلیبان ہے
چمن مین کیجیے اشارہ جو سوے نخل حنا — تو ساتھ اشارے کے انگلی برنگ مرجان ہے
[illegible] دہر مین پھریے تو سایہ کی صورت — مراد دل عقب آرزو شتابان ہے
چمن مین بات جو کیجے تو منھ سے پھول جھڑین — اب ان دنون مین یہ فیض بہارستان ہے
زمین پہ دانہ جو پھینکا تو گر کے نخل ہوا — نمو کی سعی سے صیاد سخت حیران ہے

مطلع

قلم میں لیتی ہے بالیدگی ہی وقت رقم
ہر ایک سطر کو شاخ عشق پیچان ہے

دلا دلکا کے رخ و زخم و زلف لکھتی ہین گلرو
اگر وہ ہے چمنستان یہ سنبلستان ہے

زمین پہ دھبے گے سے وہ اٹھا لائم گلچین نے
کہ اپنے سائے پہ اوسکو خیال ریحان ہے

ہوا کے جھونکے سے ایسا گرا جو یوسف گل
تو چاہ باغ عنادل کو چاہ کنعان ہے

نسیم پھرتی ہے مانند خضر کہتی ہوئی
کہ دست شاخ میں گل جام آب حیوان ہے

بجا ہے بادہ ٹپکتی ہے تاک سے مستی
پیالہ دیکھو ساقی کہ دور زستان ہے

بجا ہے کیسے ہر اک گھر کو نمانہ باغ اگر
ستون خانہ شمشاد باغ ملیسان ہے

نہ کس طرح سے گلستان ہند ہو سرسبز
کہ دست فیض شہنشاہ نخل باران ہے

یقین ہے سیر کو اب آئے بلبل شیراز
گل نشاط سے ہندوستان گلستان ہے

سمجھ کے دار امان آتی ہے یہان خلقت
کہ شہر کشتی نوح و زمانہ طوفان ہے

سپہر ملک میں ہو کیون نہ ہند برج حمل
کہ خانہ شرف آفتاب تابان ہے

سپہر مرتبہ سلطان نصیر دین حیدر
ہے بادشہ جو کوئی تو وہ شاہ شاہان ہے

زمین کی طرح قدمبوس آسمان ہوتا
مگر وہ منتظر حکم شاہ دوران ہے

ہر اک صدف رخ دریا پہ ہے حباب آسا
کہ دست شاہ در افشان برنگ نیسان ہے

نہ کس طرح کہے اوسکو جہان شاہ جہان
زمین کی طرح فلک اوسکے زیر فرمان ہے

اب ایسے شاہ کا گویا ہوا ہون مین شاگرد
کہ جسکے ملک معانی بھی زیر فرمان ہے

جہان کو تیغ حوادث کسطرح ہو گزند | کہ حارست کا جار آئینہ نگہبان ہے
دعائین دے کے تجھے شب سولی ہے خلقت | ہر ایک ذرے لیے ورد مثل وہان ہے
کسی غریب کے گھر تک بلا کب نے جو | کمند زن لیے سیل بھی گریزان ہے
شاہی بازی ترے آگے تیغ بازی بھی | سر عدو خم تیغ گوی بچوگان ہے
فراز دست عدو کیون نہ تیرے پاؤن سے | کہ تیغ قبضے سے جسم سے گریزان ہے
خریدے کوڑی کنار کی دے کر | متاع جان عدو آج کل یہ ارزان ہے
ترا عدو جو سکندر بھی ہے تو بالفرض | تو ذرے صورت عکس اپنے بدن پنہان ہے
عدو کے قبضے سے بے چھینے تیغ ہاتھ آئے | ترا وہ جذبہ آہن ربای فرمان ہے
کمان سے تیر ترا نکلے کیا برائے شکار | کہ جو ہے صید وہ قربان یہ تیری قربان ہے
بجائے پر نکل آئے ہین استخوان تن سے | ہمارے تیر کے ڈر سے یہ صید لرزان ہے
کیا ہی حکم جو تو نے نہ رہنے باے شراب | خمون کو توڑ کے ہر بادہ کش گریزان ہے
اسی سے کہنے لگے آفتاب اوسے شاعر | کہ نام سے نہ کوئی لے ترا یہ فرمان ہے
لگے نہ بحر جہان مین کچھ اوسکا تھل بڑا | کہ بہر کشتی مے قہر تیرا طوفان ہے
یہی ہے ڈر نہ کوئی دے شراب تمثیل | فلک پہ دیکھیے تو آفتاب لرزان ہے
عوض مین غنچہ کے توڑین گلابیان گلچین | بہار شرع سے ہندوستان گلستان ہے
پیالے ٹوٹتے ہین آب مثل جام شراب | ترا یہ رعب ہے یہ حکم ہے یہ فرمان ہے
لکھین جو تخت مرصع پہ تیری تعریفین + | تو خامہ دو زبان آج گوہر افشان ہے

یہ حلد رو ہے کہ پل مین نگہ سے غائب ہو — اگرچہ تو بل مین وہ مثل چرخ گردان ہے

اگر یگانگی عارو کہ ترے یہ ثابت ہے — کہ دونون دانتون کو اک شکل النعابای ہے

جو دیکھون فیل فلک رتبہ کو ترے دو کہون — برنگ کوہ یہ ای خسرو جہانبان ہے

نہین ہین زلنت کہ فرہاد کی ہین دست دراز — نہین ہی سونڈ یہ شیرین کی زلف پیچان ہے

دعا کے واسطے گویا اوٹھا تو اپنے ہاتھ
صفت کا اوسکی بیان تجھسی کب امکان ہے

الٰہی تا رہے گل سے محبت بلبل — بہار زلف سے جبتک جہان گلستان ہے

ریاض دہر مین جبتک رہی گل خورشید — الٰہی تا کہ گل ماہتاب تابان ہے

دکھائی دے گل رعنا کسطرح تا شب و روز — خوشی سے تا کہ یہ طاؤس چرخ رقصان ہے

ہمیشہ عارض و گیسو کو تا کہین شاعر — اگر یہ ہی چمنستان وہ سنبلستان ہے

زمین فلک پہ یہ جبتک ثوابت و سیار — زمین پہ تا کہ یہ گردان سپہر گردان ہے

ہمیشہ عمر دراز خضر کا تا رہے ذکر — جہان مین تا کہ یہ ظلمات و آب حیوان ہے

سپہر آئے نظر جب تلک کہ بازیگاہ — ہلال و مہر مین تا لطف گوی چوگان ہے

الٰہی تا رہے اور رنگ زرنگار سپہر — زمین تا شہ خاور کے زیر فرمان ہے

رہے مدام تو با تخت و تاج و جاہ و حشم — کہا کرے تجھے خلقت یہ شاہ شاہان ہے

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان و خدیو گیہان ابو المظفر معز الدین
شاہ زمن نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی زاد ملکہ و سلطنتہ

بخشش ہو ترے روز حمایت کی یہ طاقت — ہر طفل ہو اب سام و نریمان کے برابر
نکلے میں جہان کوئی نگہبان نہیں ہے — وان گرگ سے تاثیر ہے چوپان کے برابر
رہتا ہی شرر آب میں اب صورت مرجان — ہے شمع کا بھی چور نگہبان کے برابر
تا حُسن عدالت کا ہو یا سنگ دم وزن — خورشید ہمیشہ رہے میزان کے برابر
چوروں کی طرح ہاتھ لگے دزد حنا بھی — اللہ رے فرمان ترے فرمان کے برابر
دروازے کھلے جین کر کیا سوتی ہے خلقت — ہے روزن در دیدۂ دربان کے برابر
ایسی ہے ترے عہد میں اسلام کی عزت — ہے رشتۂ تسبیح رگ جان کے برابر
جو طوف ترے در کا کرے ہو وہی حاجی — تیرا ہے مکان کعبۂ ایمان کے برابر
گر تیری شجاعت کا کرون حال میں تحریر — ہنجائے قلم خنجر بُرّان کے برابر
افسانہ کہوں گر تری شمشیر دو دم کا — دشمن کو سلاؤں وہیں میدان کے برابر
تلوار تری روز وغا برق نظر آئے — سر دشمنوں کے قطرۂ باران کی برابر
گر کاٹ سناؤں میں تری تیغ دو دم کا — ہو ملک عدو شہر خموشان کے برابر
ہے دوست کو تلوار تری نوح کی کشتی — اور آب عدو کے لیے طوفان کے برابر
بجلی گرے دشمن پہ جو ہو عکس فگن تیغ — سایہ بھی ہے اک برق درخشان کے برابر
ہے اسپ فلک سیر ترا غیرت خورشید — ڈانٹے تو اگر اوسکو تو بس ہان کی برابر
جائے کبھی مشرق کبھی مغرب وہ چھلاوا — بجلی سا کبھی گنبد گردان کے برابر
اوڑنے میں اگر کہیے تو وہ رشک پری ہے — خصلت میں جو دیکھو تو ہے انسان کے برابر

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان خلد آشیان شاہ زمن
ابو المظفر معز الدین حیدر بادشاہ
غازی الدین غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

خیال سنبل خط میں جلوں ہوں میں وحشی
قلم کی طرح مرے نقش پا ہیں تحریر

زبان سے گو نہ کہا حال ناتوانی کا
شکست رنگ سے کرتا ہوں میں تقریر

فتادگی مری منظور کلک قدرت تھی
جبین نقش قدم پر لکھا خط تقدیر

وہ شوخ طفلی میں کرتا تھا مشق بسمل کی
صریر کلک یہ رکھتا تھا تہمت تقریر

نظر پڑی ترے بسمل کی جیسے بیتابی
فرو کی شکل ہے جنبش میں جوہر شمشیر

فلک کے پار ہوئی اپنی آہ نیم شبی
ہمارے تیر سے صیاد ہو گیا نخچیر

وہ کوہکن ہوں کروں میں جو عزم کوہ کنی
تو آب تیشہ روان ہو بجای چشمۂ شیر

رقیب دیکھ کے کٹتے ہیں اسلیے ہمکو
کہ آب تیغ سے اپنی ہوئی ہے خاک خمیر

وہ ہم سخن ہو تو عیسی کا دم پھڑک جاے
یقین ہے معجزۂ لب سے بول اٹھے تصویر

مرے سبب سے جنون کا ہے سلسلہ باقی
قدم سے ہے مرے آباد کوچۂ زنجیر

کسی کے قامت موزون کا دھیان آتا ہے
تو چاہیے غزل عاشقانہ ہو تحریر

مطلع

ہنوز عشق جوان ہے اگرچہ میں ہوں پیر
اک آفتاب ہے مثل سحر گریبان گیر

لکھوں جو بینی و زلف و دہن کی میں اوصاف
کہیں یہ سب ہے الف لام میم کی تفسیر

کرو جو شرح جدائی تو ای کمان ابرو
جدا ہیں لب سوفار سان لب تقریر

ہمارے ضعف کی تاثیر دیکھ ای مجنون
دکھائی دیتی نہیں صورت صدای زنجیر

ترے کرم کی بدولت یہ مال و زر ہے حقیر ... کہ خاک در کی طرح پایمال ہے اکسیر
نہ کیون ہو صورت درج گہر دہان سوال ... کہ تو ہے بحر سخا تیرا فیض ابر مطیر
ترے کرم سے گدا بے نوا ہوی ایسے ... کہ مشل آب گہر ہو گئی ہے موج حصیر
زبسکہ ہے ترا دریای فیض طغیان پر ... گدائے آب گہر سے کیے ہین گھر تعمیر
ترے بہار کرم کا یہ فیض ہے جاری ... نکلکے صفحے سے اوڑتی ہے بلبل تصویر
لیا ہے سرو کو آزاد تو نے گلشن مین ... صفات بندہ نوازی ہو مجھ سے کیا تحریر
لگے ہین نخل تصاویر مین بھی پھول اور پھل ... نہال ہین تری بخشش سے گلشن تصویر
غریق آب گہر ہے فقیر کی کشتی ... ترے کرم سے ہوا پانی پانی ابر مطیر
طلب جو کرے جو کوئی مشک اوسکو بخشے ختن ... جو شال مانگے کوئی بخشدے او سے کشمیر
جو دیکھی تیری سخاوت فلک کے اوڑ گئے ہوش ... گدا کو گاوزمین دے بجائے کاسۂ شیر
پڑھو اک اور بھی مطلع تری صفت مین غلام ... شہا اگرچہ ہے قاصر مرا لب تقریر

مطلع

یہ ہی ترے در دولت کی خاک کی تاثیر ... کہ جس فقیر کو دیکھو ہے صاحب اکسیر
لکھے گا منشی گردون کبھو اپنا حال تجھے ... ترا وہ رتبہ ہے اے آفتاب عالمگیر
یہ کہکشان کا نہین خط فلک کے صفحہ پر ... کہ عرضداشت کی مداو سنے کی شہا تحریر
وہ تیری عدل و حفاظت مین لکھو مطلع ... کہ جسکا مطلع ثانی ہے مہر عالمگیر

ہزار بار پھر آئے وہ ربع مسکون مین — نگہ کو تا مژہ ہووے آنے مین تاخیر
فلک کے ساتون طبق ایکدم مین طے وہ کرے — تری سمند کو کیونکر کہون نہ عرش مسیر
جو دیکھے اوسے نام خدا تو اوڑتا ہے — بجا ہے رنگ پریدہ کے گر کھیچے تصویر
اوسے ہی تار نگہ تازیانے سے افزون — جو دیکھے تو نکلجائے صفحے سے تصویر
سوار فیل پہ دیکھین تجھے تو سب کہین — کہ آج رات کو نکلا ہے مہر عالمگیر
لکھون وہ فیل کی تعریف مین نیا مضمون — قلم نے آج تلک جو کیا نہو تحریر
جو فیلبان ہی فرہاد تو ہے تیشہ کمک — پہاڑ فیل اگر ہے تو دانت چشمہ شیر
یہ جلد رو ہے کہ ٹھہرے نہ ایکدم ہرگز — اگرچہ سطر مین ہون مضمون فیل کو زنجیر

یہ دخل کیا ہے تری مدح کر سکے گویا
تری صفت مین ہے قاصر شالب تقریر

اوٹھاؤن پھر دعا ہاتھ اپنے اے مولا — کہ تو ہے شاہ زمن مین ہون تیرے در کا فقیر
الٰہی تا رہے قائم یہ آسمان و زمین — الٰہی تا کہ رہے آفتاب و ماہ منیر
فلک پہ تا رہین اختر زمین پہ آدم زاد — الٰہی تا کہ رہے برق و رعد و ابر مطیر
مژہ کو تیر کہین اور کمان ابرو کو — ہمیشہ یار کی زلفون کو تا لکھین زنجیر
نگاہ یار ہو یارب بلائے جان جبتک — سواد چشم پری تا ہو سرمۂ تسخیر
کمان چرخ ترے دوست کی ہو حلقہ بگوش — ترے عدو کو لگائے شہاب ثاقب تیر
الٰہی شرق سے تا غرب تیرا حکم رہے — کہا کرین تجھے سب آفتاب عالمگیر

یہ رنگ دیکھ کے حیران ہوا مین آئینہ وار	کہا خرد نے کہ ای سادہ لوح فکر نگر
بہار فیض سے اوسکے ہے یہ جہان گلشن	ہے جسکے ابر سخا کا ہر ایک قطرہ گہر
محیط پنجہ مرجان بھی ہی بنگالے ہاتھ	سخی بھی دست سخا کے ہین اوسکے دستنگر
تمام خلق کو اوس نے زبس نہال کیا	برنگ غنچہ ہے نغلس کی مشت مین بھی زر
پڑھون حضور مین اب لاجواب اک مطلع	اگرچہ وصف سدا غائبانہ ہے لب پر

مطلع

تری بہار کرم کا ہے فیض عالم پر	کہ پھل تو رکھتی ہے تلوار اور پھول سپر
ہر ایک فیض سے تیرے ہے زندہ جاوید	یہ کیا ہے دخل کوئی ہو یتیم جز گوہر
فقیر در پہ ترے ہو گیا بنا وہ غنی	کہ تیری خاک قدم مین ہی کیمیا کا اثر
نسیم صبح کو گر حکم ہو حفاظت کا	نہ چاک ہووے گریبان غنچہ بار دگر
ذرا الم ہو کسی کو تو ہو زیادہ خوشی	جو نکلے آنکھ سے آنسو وہ بنے گوہر
ہلال بنتا ہے تسلیم کو مہ کامل	صباح آتا ہے مجرے کو خسرو خاور
نگاہ گرم سے گلشن برنگ مجمر ہو	شمیم لطف سے بنجائے مثل گل اخگر
جہان کو ہے یہ تری چشم پرورش سے فیض	کہ طفل اشک کو دامن ہی دامن مادر
ہے تو عوض غم بھی یہ راحت جان ہے	کہ سر کے کٹنے سے ہوتی ہی شمع روشن تر
مثال سرو بنے شمع باغ ہو محفل	کرے جو بزم مین تیری نسیم لطف گذر

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان
فخر سلیمان ابوالمظفر معز الدین
سلطان زمن غازی الدین حیدر بادشاہ
غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

ہوا ہے آتشِ گل سے یہ عالم گلزار — کہ نخل طور ہین گلشن مین کل قلم اشجار

عجب ہی نام خدا لطف رنگ خاک چمن — حنائی ہوتے ہین پای بتان دم رفتار

نسیم گل مین ہے تاثیر معجزۂ عیسیٰ — نہ کوئی دیدۂ نرگس کو اب کہے بیمار

خروش خندۂ گل اسقدر ہے گلشن مین — کہ کان تک نہین آتی نوای بلبل زار

گذر جو زاغ کا ہو تو برنگ طوطی ہو — عجب نہین ہے جو زنگی بھی ہووے گلرخسار

جو گرد باد اوٹھے باد سے بنے وہ سرو — چلے جو باد خزان بھی تو ہو نسیم بہار

چمن مین لائین اگر عندلیب کی تصویر — تو صفحے سے وہ نکلجائے ہے یہ جوش بہار

جو باد صبح بناگوش مین کردن مین آہ — زبان تک آتی ہی آتے بنے نسیم بہار

زمین تو غیرت آئینہ ہے عجب کیا ہے — لگے جو بولنے طوطی سبزۂ گلزار

اوگاہی خندۂ گل تخم اشک بلبل سے — کہ کچھ تلف نہین کرتی بہار فیض آثار

بسان شمع کہ روشن ہو شمع روشن سے — رکھین جو شاخ ثمر دار پر عصا ہون بار

خمیدہ شاخ ہر اک گل کی ہی نزاکت سے — ہوا ہی رنگ بھی اپنا گلون کے اوپر بار

کہین نظر کے نہ صدمے سے نیلوفر ہو جائے — نگاہ کر نہین سکتی ہی گل پہ بلبل زار

یہ پاس نازکی شاخ گل ہے گلشن مین — کہ دم چرائے ہوئے پھرتی ہی نسیم بہار

برنگ عارض خوبان ہین صاف دیوارین — مثال گیسوے محبوب سایۂ دیوار

شراب اوس ہے گل جام غنچہ مینا ہین — نسیم لاتی ہے گردش مین اونکو ساقی وار

چمن مین پھرتی ہی مستی سے لڑکھڑاتی ہوئی — کسی روش پہ صبا اور کہین نسیم بہار

جو تیرا ابر کرم بحر پر ہو سایہ فگن — حیات مین ہون لبِ ان صدف دُرِ شہوار

لگے جو سنگ کو ٹھوکر تری تو بارِ تیغ — قدم کے فیض سے اکثیر ہووی گرد وغبار

صبا کرے جو ترے جود کا چمن مین بیان — تو گل صدف بنے شبنم بنے درِ شہوار

کرون مین عرض وہ رنگین مطلعِ ثالث — کہ جسپہ برگِ گل تر ہزار کیجے نثار

مطلع

ترے سحابِ کرم کا جو دشت مین ہو گذار — تو شاخین آہوؤن کی سبز ہو کے لائین بار

زمین پہ ہاتھ جو تو دھو دے ای سحابِ کرم — تو آبِ خاک کو کر دے طلا دستِ افشار

جہان اہلِ جہان تیری زیرِ دست ہین سب — زمین پہ دستِ سخاوت ترا ہے ابرِ بہار

ہے ایک آئینہ بردار تیرا اسکندر — مثالِ قیصر و خاقان ہین تیری خدمتگار

جو بیٹھے تخت پہ تو سب کہین سلیمان ہے — ہون دست بستہ کھڑی انس و جن بمین و یسار

اگر بلندیِ اقبال کا نظر رہ کرے — سرِ فلک سے گرے آفتاب کی دستار

شہا تو ظلِ الٰہی ہے اور خلیفۂ حق — قدم جو کرسی پہ رکھے تو ہووے عرش وقار

چلے رکاب سعادت پکڑ کے افریدون — بجا ہے کہیے جو دارا کو غاشیہ بردار

رکھا جہان کہ قدم تو نے ای سحابِ کرم — بنا ہے ابرِ درافشان زمین سے اوٹھکے بخار

ہر اک صدف ہی تھی اب لبِ ان درِ حباب — ترا جو دستِ سخاوت رہا ہے گوہر بار

کرے نہ جیبِ سحر چاک بخیۂ خورشید — شمیمِ زلف جو ہو تیری حامیِ شب تار

غزلیات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان گویا ۱۷

نہین بناتا ہی پا اوسکے خوف جولان سے
نہ گرد کھینچ لے جب تک کہ چرخ کی دیوار

کرون اوسکی گرم روی کا بیان کرون کچھ بھی
تو شکل برق بنے ہم مرا لب اظہار

عیان ہے مطلع شب قدر سر کی چوٹی سے
طلوع صبح ہے اوسکے جبین پر انوار

ہوا کے دوش پہ گویا کہ سنبلستان ہے
ہے اوسکی گردن موزون پہ بال کی بہار

دم سیاہ ہی یون جلوہ گر سرینو نمین
کہ درمیان مہ و مہر ہے عیان شب تار

پھر آئے روی زمین سب وہ گام اول مین
کہ جیسے صفحۂ قرطاس پہ پھرے پرکار

یقین ہی سیکڑون فرسنگ اوسکی جای صدا
لگائے ساز مین مطرب جو موی بال کا تار

ثنا صفت تری توسن کی مجھسے کیجئے بیان
خوشا وہ مرکب عالی کہ جسپہ تو ہو سوار

سوار ہو دی جو فیل سیاہ رنگ پہ تو
تو کہیے تو مہ تابان ہی اور وہ شب تار

جو دیکھین اوسکو کہین سب کہ چھاگئی ہی گھٹا
کہین چمک گئی بجلی جو دیکھ لین رفتار

اگرچہ دائرے حلقے ہون سطرین ہون زنجیر
نہ ٹھہرے تسپہ بھی مضمون تیزی رفتار

جو پانی پھینکے وہ خرطوم سی کہین دہقان
ہماری کشت پہ برسا ہے آج ابر بہار

کرون دعا پہ قصیدے کو ختم اے گویا
کہ یہ کر نہین سکتا مرا لب گفتار

نسیم صبح اجابت ہوئی ہی جنبش مین
مین اپنے دست دعا کھولون غنچہ سان طیار

الٰہی تا ہی گلزار خلد باغ جنان
چمن مین پھرتی رہے جبتلک نسیم بہار

بگوش دل سنین جبتلک سخن کو صاحب فہم
صدف مین قطرہ نیسان ہوتا در شہوار

تون رووُن چشم زخم سے مین تیری یاد مین
یارب نشانہ ہون تری الفت کے تیر کا

سلطان مرسلین کی گویا صفت کرون
کیا منہ بھلا ہے مجھ سے فقیر حقیر کا

مقصود تھا جو وقت مرگ اک لیلی شمائل کا
مرے تابوت پر دھوکا ہوا مجنون کو محمل کا

وہی تھا جسکو مین سمجھا من و تو ایک بت سنگ
رہے غفلت رہا مین مدعی دعوای باطل کا

تعلق ہوئے دامنگیر سالک کا یہ ممکن ہے
نہین اب روان کو خوف موجونکی سلاسل کا

نہین ہے علم جانبازی مین کچھ حاجت معلم کی
تڑپنا آپ ہی اوستاد ہے تعلیم بسمل کا

خدا کی یاد سے غافل نکر اس قلب خاکی کو
کہ نور ذکر رونق بخش ہے اس مہرہ گل کا

لسان اشک بے تاثیر مین اک گشت عالم مین
ارادہ میر گردانے ہے نرکھے کوئی حاصل کا

نہین ملتی ہے ہاتھون کو گریبانگی کبھی فرصت
پکڑنا قیس کو دشوار ہے دامان محمل کا

ہویدا ہے سواد منزل مقصود زاہد کو
نہ سوجھا کعبہ کو جو نا بلد ہے وادی دل کا

سینہ زندان تن ہے روح صافی کیون نگھبرائے
ملک کو کسطرح خوش آئے مسکن چاہ بابل کا

نکھون سے سو دریا تشنگی مین بد بلاغی سے
اگر مین غرق ہون دامن کبھی پکڑون نہ ساحل کا

بھرا ہے جام مہر و ماہ مین شربت شہادت کا
یہ مینائے فلک شیشہ ہے اک زہر ہلاہل کا

ازل سے چلتے چلتے گو رنگ پیچ و خم مین مشکل ہے
کنارہ اب تلک پایا نہین مقصد کی منزل کا

برنگ خوشہ انگور تھین لاکھون گرہ دلمین
کھلا اک جام سے ساقی کے عقدہ میری مشکل کا

زبان کی بند ہر جانب سے روزن کھل گئے دل کے
نظر کی بند پردہ اوٹھ گیا بس سد حائل کا

نہین ممکن کوئی سیراب ہو دریائے الفت سے
باین قربت ہمیشہ خشک لب رہتا ہے ساحل کا

کون سویا تھا کھول کر زلفین | تار سنبل ہے تار بستر کا
اوسنے صندل لگایا ماتھے پر | درد دونا ہو مرے سر کا
کیا بتائی کمان ابرو کی | چو سے ہاتھ اوس کمانگر کا
طائر جان کو نامہ بر کیجے | کون احسان لے کبوتر کا
کبھو ابر بہار سے آنئے | دیکھ لے جوشش دیدۂ تر کا
وہ پری رتبہ مین سلیمان ہے | نقش پا آئینہ سکندر کا
خال مہرو سے دی ہے جو تمثال | ہے فلک پر دماغ اختر کا
زخم پانی چراتے ہین ظالم | مین وہ پیاسا ہون آب خنجر کا

داغ دل گر دکھاؤن اے گویا
ہو گمان آفتاب محشر کا

یہ اشارہ کر رہا ہے ہمکو حلقہ دام کا | ہر کف صیاد مین دانہ تمھارے نام کا
گر کبھی ہمچشم ہو چشم بت گلفام کا | پوست کھینچا جای اس تقصیر پر بادام کا
کھلگیا گیسو چمن مین گر بت گلفام کا | موج بوی گل مین عالم ہو گیا گلدام کا
آنکھ پڑتی ہے جو ای صیاد ہر نخچیر کی | آنکھ کا ڈورا ہے گیا ہر ایک ڈورا دام کا
مجھ مین اور اوس مین اب ایسا ہی ہمدم اختلاط | دخل ہو سکتا نہین ہے بیچ مین پیغام کا
بھول جائے اپنا بل کرنا ابھی شاخ غزال | پیچ دکھلا دی جو تو گیسوے عنبر فام کا
تھی یہ الفت چشم جانان سے مجھے طفلی مین بھی | تیر کے بدلے سدا تیر اپنا یا دام کا

حق یہ سر کٹوا دیا ہے اب تو مین نے کھو لو — طعن ناحق ہے جو سر کاٹا گیا منصور کا

شکل موج جسم سے جنت مین اٹھتا ہون — بعد مردن بھی یہ عالم ہے تن مخرور کا

وصل کا وعدہ وہ کب لکھتا ہو نامہ مین مجھے — نام وصلی پر نہین لکھتا مجھ مہجور کا

بادشاہی کو فقیری سے سمجھتا ہے ذلیل
حوصلہ تو دیکھیو گویا ے بے مقدور کا

کشتہ ہون تیغ نگاہ نرگس مخمور کا — زخم ہے ہر ایک ساغر بادۂ انگور کا

وصف گر لکھون مین اوسکے عارض پرنور کا — ہاتھ مین میرے قلم بنجاے شعلہ طور کا

دیکھ لے آگے زمین کے آسمان بتا ہی خم — خاکساری سر جھکا دیتی ہے ہر مغرور کا

اشک شل آبلہ ہین اور مژہ ہی چشم خار — ضعف سے اب جسم کی گردش سفر ہو دور کا

جای حق پڑھنی لگین زاہد انا الحق جذب سے — رشتۂ تسبیح گر ہو سینہ منصور کا

جس نے دیکھا بس وہین پھوٹا مانند زخم — چشمۂ خورشید ہے چشمہ مرے ناصور کا

جام مے بے یار ہمکو آفتاب حشر ہے — قلقل مینا ہے ساقی صاف نالہ صور کا

لب کبھی شکوے سے اپنے آشنا ہوتی نہین — ہو دہان شکر ہر اک زخم مجھ مشکور کا

بنگیا وہ طور مین جس کوہ پر نالان ہوا — نالۂ سوزان فتیلہ ہو چراغ طور کا

شمع سان سو بار سر کٹ کر مرا پیدا ہوا — بوجھ او تہ پر نہ جھکارا ہوا مزدور کا

اپنے جوہر کو جو وہ دیکھے نگاہ مست سے — ہو ہر اک موتی مین عالم دانۂ انگور کا

ابر تر خرمان تر ہے برق آہ شعلہ بار — بیقراری سے یہ نقشہ ہی ترے رنجور کا

نغمہ سازنے وان شب تمھین بیدار کیا | یان ہمین آنسوؤن کے تارنے سونے ندیا
سوگیا شب کو جو مین اوسکی جبین جھلکائی | میرے طالع کو مرے یارنے سونے ندیا
جیتے جی سمجھے تھے آئے گی عدم مین ہمین نیند | سو خیال دہن یارنے سونے ندیا +
تیغ نے اوسکے گلے لگ کے سولایا مجھکو | کیا ہوا ساتھ اگر یارنے سونے ندیا
خار کو بے کفِ پا میرے نہ آرام آیا | پاؤن کو آرزو خارنے سونے ندیا
یارنے وصل مین چاہا کہ مجھے نیند آئے | پر مرے طالع بیدارنے سونے ندیا
اوسکی آنکھون کے تصور نے اوڑادی میری نیند | اپنے بیمار کو بیمارنے سونے ندیا
وصل مین آنکھ لگی تھی کوئی دم اسکے عوض | عمر بھر چرخ جفاکارنے سونے ندیا
تمھین نیند آئی نہ وان فکر حنابندی مین | یان ہمین دیدۂ خونبارنے سونے ندیا
ہو گیا مشہور غلط سولی پہ بھی آتی ہے نیند | ہمکو یاد قدِ دلدارنے سونے ندیا
بال سا آنکھون مین کھٹکا کیا سیر شب ہجر | یاد موے کمرِ یارنے سونے ندیا
جلد تلوار اوٹھالی مرے سر پر رکھکر | سایۂ تیغ مین بھی یارنے سونے ندیا
ہجر مین سوتے تو کیا وصل مین نیند و کھلاتی | خیر گذری جو غم یارنے سونے ندیا
قبر مین جنکو نہ سونا تھا سولایا اونکو | پر مجھے چرخ ستمگارنے سونے ندیا

چونک اوٹھا سبزۂ خوابیدہ چمن مین گویا
نالۂ بلبل گلزارنے سونے نہ دیا

تھا جو افتادگی شعار اپنا | نہ زمین سے اوٹھا غبار اپنا

اس ادب سے رنگئی دل مین تری ہی کی ہوس | پاس تھا خون کی نہ آلودہ ہو دامن یار کا

صبح محشر ہے بیاض صفحہ خامہ صور ہے | وصف لکھا ہی جو ہمنے یار کی رفتار کا

آسمان اک آبلہ ہی پاؤن کا ای جنون | ایک کانٹا ہی ہلال اپنے کف پر خار کا

دیکھکر چہرے پہ تیرے زلف مشکین کی بہار | ہو قلق پھر باغ جنت کو فراق مار کا

ہاتھ روشن صبح کو تھا پنجہ خورشید سان | ہاتھ مین جو ہاتھ دیکھا خواب مین شب یار کا

ایک کافر کے غم فرقت نے زار ایسا کیا | میری ہر رگ پر گمان ہی رشتہ زنار کا

سر جھکاتا ہی تہ شمشیر ہر اک آن کر | ہی خم محراب شاید خم تری تلوار کا

برگ گل ہر ایک تجھ بن تیغ خون آلودہ ہے | بن ترے ہر سرو پر مجھکو گمان ہے دار کا

رونے سے حال دل صد بارہ ظاہر ہو گیا | اشک خون رخنہ ہوا گلزار کی دیوار کا

شام کو پڑھنی نماز صبح واجب ہو گئی | روی عالمتاب سے سرکا جو گیسو یار کا

چشم جانان کا ہمیشہ وصف جو لکھتا ہون مین | ہو گیا ہے اب قلم میرا عصا بیمار کا

گلشن دنیا کا پھل ہر ایک ہی برچھی کا پھل | چوب دربان ہی نہال خشک اس گلزار کا

مر دے جی اوٹھتے ہین نالے سنکے ای گویا مری
بند ہو گیا ہے یہ تصور یار کی گفتار کا

جو داغ سینہ ہی چشم ہے خورشید تابان کا | شعاع مہر ہے جو تار ہے میری گریبان کا

ہما کی سایہ کو بھی مرغ خائف سان گریزان ہون | اندھیرا اپنی دیکھا ہی جو اکثر شام ہجران کا

خیال اٹا زمین ذکر دیا ایسا اسی ناز کب | اوٹھا سکتی نہین ہے آنکھ اپنی بوجھ مژگان کا

۲۹

کہے کب سرو کو آزاد بندہ
خط آزادی لکھوایا تو ہوتا

سمجھتے ہم ہین مصحف تیرے رخ کو
ہمارا ہاتھ رکھوایا تو ہوتا

چراغ زیر دامن کیون بنے ہو
ڈوپٹہ منھ سے سرکایا تو ہوتا

پس از مردن مجھے اے جذبہ دل
لحد تک کھینچکر لایا تو ہوتا

نجاتے یار یون جلد اوس گلی سے
جنازہ میرا ٹھہرایا تو ہوتا

اگر آنکھین ہمین دی ہین خدا نے
کبھی اوس بت کو دکھلایا تو ہوتا

دکھا کر رہگئے کیا تیغ کا گھاٹ
لہو مین ہمکو نہلایا تو ہوتا

جو کاہیدہ تھا مین تو کہربا سے
مرے لاشے کو اوٹھوایا تو ہوتا

بنایا اے خدا اگر اوسکو یوسف
ہمارا ہاتھ بکوایا تو ہوتا

اگر کہتے ہو تم آئینہ رخ کو
کبھی گویا کو دکھلایا تو ہوتا

غم نہین اسکا مجھے مین مر گیا
غم یہ ہے قاتل کا خنجر بھر گیا

اولٹی دکھلائی مسیحائی مجھے
جیتے مین ہر بات پر مر مر گیا

ضعف سے جب پانؤن اپنے رہگئے
راہ مین تیرے ہمارا سر گیا

مرنے پر بھولا نہ مجھ وحشی کو وہ
آکے اک چھاتی پہ پتھر دھر گیا

میرے ہوتے غیر پر کرتا ہے ظلم
اوس ستم ایجاد کیا مین مر گیا

تھم گئے آنسو تو دل کہنے لگا
ہاتھ سے کیا گنجینہ گوہر گیا

سرو پا دست و بغل کاش کی رکھدین تو سہی | تجکو دکھلاتے ہین ہم گنج شہیدان کیسا

بلبل زار ہون صیاد نرکھو قید مجھے | اندنون دیکھو تو ہے رنگ گلستان کیسا

اوسکے جاتے ہی ہوا صورت سنبل ہر گل | ہوگیا صحن چمن گنج شہیدان کیسا

لخت دل دیکھ کے مژگان پہ مری کہتا ہے | آج دریا کے کنارے ہے چراغان کیسا

توڑ سکتے نہین اک تار بھی اب ضعف سے ہم | چاک کرتے تھے کبھی اپنا گریبان کیسا

ابر ہے تجکو قسم نوح کی آتو بھی دیکھ | آج ہم کرتے ہین ان اشکون سے طوفان کیسا

کون سی فصل کو برسات ہین کہتے گویا
اشک بن ہمنے ندیکھا کہ ہے باران کیسا

گھر مین اک ماہ لقا کے ہے گذارا اپنا | اندنون برج قمر مین ہے ستارا اپنا

آتی ہے بحر محبت سے یہ ہر آن صدا | گور کہتے ہین جسے ہے وہ کنارا اپنا

نقد دل دیجیے اور زلف کا بوسہ لیجے | اے جنون خوب ہے اس سود مین سودا اپنا

منہ سے اوس بت کے نکلتا ہے کہ سبحان اللہ | جب وہ آئینہ مین کرتا ہے نظارا اپنا

گذری جب آپ سے جا پہونچے در جانان تک | اب تو بے منت پاوان ہے گذارا اپنا

قبر کو دیکھ کے اوس ماہ نے منہ پھیر لیا | کیون فلک اب بھی ہے گردش مین ستارا اپنا

ہم وہ پیاسے ہین ندیکھین کبھی دریا کی طرف | سوے آب دم خنجر ہے اشارا اپنا

منع کرتے ہو مجھے دیکھنے سے تم اپنے | شاید اتنک نکیا ہوگا نظارہ اپنا

دیکھو آئینہ مین اک بار ذرا شکل اپنی | تب مین جانون کہ نہ منہ دیکھو دوبارا اپنا

ردیف بائے موحدہ

ہو سیہ پوش کیون نہ مردم چشم
نگہِ یار نے ہمین مارا

طور پر جا کے لاشہ رکھہ دینا
شوق دیدار نے ہمین مارا

مر گئے بس اسی تمنا مین
نہ کبھی یار نے ہمین مارا

بند جس نے کیا ہے گویا کو
اوسکی گفتار نے ہمین مارا

ہمسے برگشتہ ہوئی ابروِ خمدار جدا
پھر گئی بخت کی صورت مژۂ یار جدا

ہم بغل تجھسے جو ہون ہو نہ تن زار جدا
جس روش تگ سے رگِ گل ہو نہ زنہار جدا

عشق اسی کہتے ہین لب پہ یہ دعا ہے تہ تیغ
سر جدا ہو پہ نہو قاتل خونخوار جدا

شمع کیطرح گھڑی بھر مین یہ جلے جاتے ہین
تیرے دلسوز زندگی سب سے ہے رفتار جدا

دیکھکر دل کو مرے پھیر لی یون آنکھہ اوسنے
جسطرح ہو کوئی بیمار سے بیمار جدا

ہے مراد وہ مہ کنعان کہ جسے دیکھکے ہون
او نگلیان پنجۂ خورشید کی دو چار جدا

دل سے جاتی نہین اوس نرگسِ مخمور کی یاد
میرے کعبہ سے نہین خانۂ خمار جدا

رات دن بس مین اسی سوچ مین رہتا ہون کہ لال
شہسوار ایسا ہوا کو لسا غمخوار جدا

ابلقِ چشم ہے گردش مین او سکا تو سن ہے عنان
چا کر آوارہ جدا پھرتے ہین رہوار جدا

تیغ مین لائینگے وہ دیکھیے اب کس کس کو
ایکدم سر سے نہین ہوتی ہے دستار جدا

تیرہ بختی مری اتنی تو بھلا کام آوے
ہو نہ سر سے وہ کبھی سایۂ دیوار جدا

فکرِ وصفِ درِ دندان مین ہون گویا
ہاتھ سے ہوتی نہین کلک گہربار جدا

ردیف ثاے مثلثه

بلبلونکو دیکهکر دریا کا جانا چهوڑ دے
کوئی بلبل مر گئی تو دیکهه لینا باغبان

کب وہ گل جائے گلستان مین برائے عندلیب
بیچ کر کهیه لونکو لونگا خونبہائے عندلیب

یادگار دیان هین کیا گویا نے کهینچی آہ سرد
هو گئے هین گل چراغ داغهائے عندلیب

ردیف تاے فوقانیه

کیا هین شیدائے قد یار درخت	هین جو شبنم سے اشک بار درخت
دیکهین گر سرو قد یار درخت	خاک پر لوٹین سایه دار درخت
اشک باران یه هین جو مرغ چمن	پهنے هین موتیون کا هار درخت
سرکشی کی هے کیا ترے قد سے	کاٹے جاتے هین بے شمار درخت
کیا ترے قد سے دون مثال او سے	که هے انگشت زینهار درخت
تیرے جلوہ سے نخل طور بنے	هین جو بالائے کوهسار درخت
بید مجنون کو دیکه او لیلی	هے یه مجنون کا یادگار درخت
دیکهکر تجهکو پهول جائین گے	گل کهلائین گے بے بهار درخت
زندگی مین نه مین نے پهل پایا	هو نه میرے سر مزار درخت
فائده بهی یهان تو نقصان هے	سنگ کهاتے هین باردار درخت
داغ تن پهل رهے هین صورت گل	هم هین گویا شگوفه دار درخت

ردیف جیم فارسی

کیا چمن کو جاؤن میں دیوانۂ نازک مزاج
موج بوی گل سے ہو جاتا ہون زنجیر تنگ پیچ

جب صنم خانے مین جلتا ہی وہ بت نام خدا
جان پڑ جاتی ہی سب پتھر کی تصویرون کے بیچ

بلند سے سب فتراک ہی صیاد نے چھوڑا مجھے
مین ہی کیا صید ہون تھا سارے نخچیرون کے بیچ

رنگ اوڑ جاتا کبھی کا تیری عیب حسن سے
گر نہ ری تصویر رکھدین لاکھ تصویرون کے بیچ

تشنگی عبث سے شہید کربلا کی ہی سنی
آبداری کا نہین ہی نام شمشیرون کے بیچ

مرضی حق مین کبھی رکھا نہ ثابت اک قدم
عمر ساری کٹ گئی اپنی تو تقصیرون کے بیچ

واہ کیا کہتا ہے اوسکا سحر ہے باتین نہین
بند کر دیتا ہے جو گویا کو تقریرون کے بیچ

ردیف حای حطی

اوس رشک آفتاب کو گر دیکھ پای صبح
خجلت سی تا بحشر نہ پھر منہ دکھاے صبح

چوٹی کے بال پیٹھ پر اپنی وہ کھول کر
کہتا ہی ہنس کے شام ہی دیکھو قفای صبح

آجاتی ہی ہنسی مجھے یاد ایک صبح کی
روتا ہون دیکھ دیکھ کے مین خندہای صبح

بند قبا جو کھولے تو ای رشک آفتاب
کیونکر نہ اپنی جیب کو ٹکڑے اوڑاے صبح

تیرا رخ صبیح اگر دیکھ لے کبھی
خورشید کی نظر مین نہ ہرگز سمای صبح

کسنا زمین سے سیکھی ہی اوسنے سکروی
دیکھا زمین پر نہ کبھی نقش پای صبح

چپکن کے تیرے بند جو دیکھے سو یہ کہے
تار شعاع مہر سے بند قبای صبح

ردیف خای معجمہ

ردیف دال

کیون نہ انگشت نما ہو وہ مہ نو کی طرح — کہ ہین بعد مہینے کے دکھاتا ہے وہ رخ

آنکھین نرگس ہین دہن غنچہ ہے عارض گل تن — پھولون کی ڈالی ہین لب نظر آتا ہے وہ رخ

فاصلہ شام و سحر مین نہ رہا اے گویا
دیکھ لے متصل زلف چلیپا ہے وہ رخ

جو ہے یہ غصے مین ہو رنگ روی جانان سرخ — لہو یہ روئین کہ ہو جیب سرخ و دامان سرخ

خیال آتش گل مین ہین جسکہ گرم فغان — ہوا ہے شعلۂ آواز عندلیبان سرخ

کرے جو قتل وہ مجکو نہ مین کرون رسوا — لہو سے میرے کبھی ہو نہ تیغ جانان سرخ

لگایا آنکھون کو جو یار کا حنائی ہاتھ — تو میری پلکین ہوئین مثل شاخ مرجان سرخ

قبای سرخ صنم سے ہے کیا اوسے نسبت — کہ عندلیب فقط گل کا ہے گریبان سرخ

گمان ہے جسکو کہ الماس ہو گئے یاقوت — جو پان کھانے سے اوسکے ہوئے ہین دندان سرخ

مین کیا بتاؤن کہ کیسے ہین سرخ وہ لب یار — نہ لعل سرخ ہے ایسا نہ ایسا مرجان سرخ

جو عندلیب کو غیرت ہو رو دے ایسا خون — کہ گلفروش کی ہو جائے ساری دکان سرخ

قبا سفید جو پہنے تو سرخ ہو جائے — فزون ہے گل سے کہین رنگ جسم جانان سرخ

پس از فنا بھی جمع ہے دھیان دست رنگین کا — تو ہڈیان ہین مری مثل شاخ مرجان سرخ

برس رہا ہے لہو میری چشم پرخون سے — وہ دیکھے آکے نہ دیکھا ہو جسنے باران سرخ

ہماری قبر پہ شوخی سے اوسنے پھینک کے پیک — کہا کہ چاہیے تھا مرقد شہیدان سرخ

ہر ایک خار مین عالم ہوا رگ گل کا — بہایا ٹکڑون سے خون ہو گیا بیابان سرخ

ردیف ذال معجمہ

قطعہ

استخوان میرے سگ یار تلک پہونچا دے — اتنا احسان کرے مجھ پہ ہما میرے بعد

صدمۂ تیغ سے اور فرط نزاکت کے سبب — پہلے مین گر پڑا اور یار گرا میرے بعد

چمن جوہر شمشیر سے منگوائے پھول — خوب قاتل نے سوم میرا کیا میرے بعد

کیا ہی مرنے سے مرے شاد ہین اللہ اللہ — بت کیا کرتے ہین اب شکر خدا میرے بعد

نہ رہی بعد مرے نامۂ پیغام کی رسم — خاک اڑاتی پھری گلیون مین صبا میرے بعد

منہ نکلا نا تو کہان باتین تھین اوسکی جہک — لن ترانی کی بھی آئی نہ صدا میرے بعد

کیا ہوا غم نکیا اوسنے مرے مرنے کا — اوسکا گیسو تو پریشان رہا میرے بعد

چاک کرتا ہون اسی غم سے کفن مرقد مین — کھلے رہتے ہین ترے بند قبا میرے بعد

مجھسا بدنام کوئی عشق مین پیدا نہوا — ہان مگر قیس کا کچھ نام ہوا میرے بعد

کبریائی تری ثابت نرہی گی اے بت — کوئی کہنے کا نہین تجکو خدا میرے بعد

استخوان کو نہ جلا دیجیو ای آتش غم — آکے مایوس نہ پھر جائے ہما میرے بعد

دہن گور ابھی وا ہو بیان کرنے کو — آکے پوچھے تو اگر حال مرا میرے بعد

سر اوٹھایا مری وحشت نے پس مردن بھی — بید مجنون مری تربت پہ اوگا میرے بعد

سنگ مدفن کی عوض رکھدیا مدفن پہ مرے — کوہ غم جبکہ کسی سے نہ اوٹھا میرے بعد

سب سے پہلے ہوئین اوس زلف پریشان کا اسیر — طوق قمری کے بھی گردن مین پڑا میرے بعد

تیرے آنیکی دعا مانگی ہی اول مین نے — ساقیا ہاتھ سبو کا بھی اوٹھا میرے بعد

اوٹھ گیا صفحۂ ہستی سے نگین کی صورت — نہ رہا مین تو مرا نام رہا میرے بعد

ردیف رای مہملہ

بیت

طبیعت آئی ان روزون ہی اک طفلِ برہمن پر | گمان ہی نالۂ ناقوس کا اب میری شیون پر

ہوا یہ رتبہ زلفِ یار کا کنگھی کے کرنے سے | ہوا پر ہی اُڑی جاتی لگا شانے کی ناگن پر

ہمیشہ مار او طاؤس مین ہے دشمنی دیکھی | دلِ پر داغ کیون شیدا ہوا ہی زلفِ پرفن پر

نظر آتی ہے مسی کی دھڑی پر پان کی سرخی | کسی نے برگِ گل پار رکھ دیا ہی برگِ سوسن پر

ہوا یہ پانی پانی دیکھکر اوس غیرتِ گل کو | طلب کرتا ہی اوڑ جاتی تو ہر بلبل سے گلشن پر

شبِ مہتاب مین ہنسنا تمہارا لائیگا آفت | گری گی ایکدن بجلی مہِ تابان کے خرمن پر

تبسم دیکھکر اوس غنچہ رو کا جل رہی ہین گل | بجا ہی گر کہون بجلی گری پھولونکی خرمن پر

دھوان جب لیسے اُٹھتا ہی تری بن سر زمین | تو اک کالی گھٹا سی یار چھا جاتی ہے گلشن پر

نہ کیونکر سینہ و دل خانۂ زنبور ہو جائین | طبیعت آگئی ہی اک نگاہِ ناوک افگن پر

ہوا تارِ نگہ مین رشتۂ زنار کا عالم | ہماری آنکھ پڑتی ہی جو اک طفلِ برہمن پر

منور ہو گئی میری لحد کس مہ کے پرتو سے | چڑھائی چادرِ مہتاب کس نے میرے مدفن پر

کوئی خورشید تابان جلوہ گر ہی اوسکی اوجھل مین | شعاعِ مہر کا کیونکر گمان ہوئے نہ چلون پر

منور ہو گیا ایسا مکان اوس مہ کے جلوے سے | ستارون کا گمان ہوتا ہی دیوارونکی روزن پر

بنایا ہی زمین کو آسمان ان شہسوارون نے | مہِ نو کا ہی عالم ہر نشانِ نعلِ توسن پر

مری زنجیر پر یون سنگِ طفلان آکے لگتے ہین | کہ بجتا ہی نہ دوڑی جیسے مقناطیس آہن پر

اگر مجھ ناتوان کو رخصتِ گلشن نہین دیتے | بجا ہی خار بٹھلا دین سرِ دیوارِ گلشن پر

چمک تیری دانتونکی اونھین دعوی تھا کچھ شاید | تبھی مٹی خدا نے ڈالدی ہیرون کی معدن پر

ہین اشک زخمون سے میرے جاری ندکبھی ہوگی یہ اشکباری

بنی ہین چشم پرآب قاتل یہ زخم یالی جو را چو را کر

کہان وہ محفلین کہان وہ باتین کہان وہ جلسے کہان وہ محفل

یہ سب کا سب خواب کا تھا سامان چھپالیا لبن دکھا دکھا کر

برنگ ساغر ملادیا منہ جو منہ سے تیرے خفا نہوتا ۔

کیا ہے بیہوش تونے ساقی شراب مجکو پلا پلا کر

اوٹھالیا یاردن لنے پر نہ اوٹھا زمین سے ہرگز ہمارا لاشہ

یہ کسنے ہمکو ہے مار ڈالا نظر سے اپنی گرا گرا کر

جو بھیجین ہم مرغ نامہ برکو تو چٹکیون مین اوسے اوڑا دے

اگرچہ وہ طفل کھیلتا ہے پرکبوتر اوڑا اوڑا کر

پس از فنا بھی اگر تو آئے کردن سگ یار مہمانی

کہ استخوان کہ ہے اپنے تن مین رکھا ہے بچا بچا کر

کرے اگر سرکشی یہ مجھسے ابھی فلک کو زمین پہ پٹکون

کہ توڑ ڈالے ہین ایسے مین نے ہزارون شیشے اوٹھا اوٹھا کر

کبھی مرے دل سے کرتے ہین بل کبھی ہین شانہ سے یہ اوجھتے

غرضکہ زلفون کو تونے ظالم بگاڑا ہے سر چڑھا چڑھا کر

شکست لکھتا تھا نام دل کا یہی تھی طفلی مین مشق تیری

دیوان گویا ۴۸

وہی اثر ہے جنون کا ابتک وہی ہے لڑکونکو اب بھی کاوش
کہ میری نئی کے روز مجنون بگاڑتے ہین بنا بنا کر

عجب نہین نامۂ عمل کا جو ہو کاغذ اگر خطا کی
خطائین کین مین نے آشکارا کیے ہین عصیان چھپا چھپا کر

اثر ہے چاہ ذقن کی الفت کا بعد مردن بھی آہ باقی
کہ کھیلتے ہین ہماری مٹی کے ڈول لڑکے بنا بنا کر

کیا ہے پوشیدہ عشق ہمنے کسی سے دربردہ ہے محبت
پڑے ہوئے بستر الم پر جو روتے ہین منھ چھپا چھپا کر

جو خوف طوفان اشک سے اب نہین ہے جاتا کہاے قاصد
روان کرون سوی یار جانی خطون کی ناوین بنا بنا کر

ترا سا قد بن سکا نہ ہرگز تری سی صورت نہ بن سکی پھر
اگرچہ صانع نے لاکھون نقشے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر

ادھر مژہ نے لگائی برچھی ادھر نگاہون نے تیر مارے
شکست دی فوج صبر دل کو یہ کسنے آنکھین لڑا لڑا کر

گئی ہے **گویا** شب جوانی لب آن پہونچی ہے صبح پیری
بہت سی کی تو نے بت پرستی اب ایک دن خدا خدا کر

ہر کف پا مین حنا کا گل عیان ہالای سر شعلہ او سکے زیر پا ہے اور دھوان بالای سر

باغ جہان مین آہ بہار آئی لاکھ بار — وہ گل ہون صبا کہ نہ لایا ثمر ہنوز

ظالم تو قتل کر کے ابھی سے ٹھکر نہ جا — مین تو تڑپ رہا ہون پڑا خاک پر ہنوز

لو خاک ہوگئے نہ گئی جستجوے یار — جون گرد راہ پھرتے ہین ہم دربدر ہنوز

کشتے ہین جب سے ہم تری شمشیر ناز کے — آگاہ تھی نہ دوش سے تیری کمر ہنوز

اکدن سنا تھا کچھ مری سرگشتگی کا حال — کہتا ہے یار ناز سے پھرتا ہی سر ہنوز

بیزار ہون کہ تیر بدن بھی وبال ہے — تصویرت دل مین الفت کے ہو کمر ہنوز

سر جب آستان پہ ترے ذری مارتے — صندل سے تو گیا نہ مرا درد سر ہنوز

آخر ترے فراق مین ہیرا ہوا وصال — دیکھا نہ شام ہجر نے روے سحر ہنوز

گویا چال پوچھے جو وہ کہیو اے صبا
بیٹھا ہے مثل نقش قدم خاک پر ہنوز

ردیف سین مہملہ

سر کٹنے پہ کر نہ چو رنگ اے مری جلاد بس — تا کجا ظلم و ستم بس اے ستم ایجاد بس

تیرا ہی مصرع قد ہے خوب شاخین مثال — سرو کے مصرع پہ ظالم ہو چکا ایراد بس

یار کا نقشہ نہ ہرگز کھینچ سکا غش آگیا — دیکھی صناعی تمھاری مانی و بہزاد بس

سن نہین سکتا مری نالونین الیسا درد ہے — جب کرون فریاد کہتا ہی وہین فریاد بس

کسکو طاقت ہی سنے دیوانگی فریاد کو — جسکے زنجیر ونکا غل کہنے لگا حداد بس

کوچۂ گیسو میں داغون کی سبب سے بھی کالا دل	یعنی ہوتا ہے شب تاریک میں ہی چراغ
رات بن تیرے یہ میرا حال تھا ای شعور	شعلے نظر دئین مرے اخگر تھی اور مجمر چراغ
کس لیے جاتا ہی تو سرو چراغان دیکھنے	مین ہون داغون کی بدولت باوفا ئی پر چراغ
تیری شبہای جدائی مین دیا کسنے یہ رنج	اپنے شعلے سے دکھاتا تھا مجھے خنجر چراغ
سب حسینان جہان ہوتے ہین ہر جائی بلا	دیکھ لے ہوتا ہی روشن شام کو گھر گھر چراغ
یہ سیہ خانہ ہمارا یار وحشت خیز ہے	گر کمک شب تاب کی لاتا ہین یان اکثر چراغ
آہ سے اک اپنی داغون مین لگ اوٹھتی ہی آگ	ورنہ دیکھا ہی کہ گل کر دیتی ہے صرصر چراغ
مار ڈالا ہی جو اوسنے داغ دی دیکر مجھے	چاہیے روشن کرے آ کے تربت پر چراغ
ہو فزون قدر حسینان جسقدر ہون یہ بعید	دور سے دیکھو تو آتا ہی نظر اختر چراغ
گر حنائی ہاتھ مین لے جام مے وہ شعور	سچ ہے ہو جائے شعلہ اور بنے ساغر چراغ
میری مژگان پر نہین ہے جلوہ گر لخت جگر	ہین لب دریا پہ روشن ای پری پیکر چراغ
دیکھی جو گردن کشی اوس شمع کی بزم مین	سنہ ہے کیا پھر اپنے شعلے سے اوٹھائے سر چراغ
اوسکی تیغ ظلم سے ابنام کو عاشق نہین	ایک بھی دانہ نہ نکلے ڈھونڈھو گر لیکر چراغ
ذکر حق سے دلکو روشن کر جلاتا کیا ہی شمع	گل نہین ہوتا ہی اک گویا یہ تا محشر چراغ

ردیف فا

آپکو جاتا نہین مین اوس ستمگر کیطرف	خود بخود گردن کھینچی جاتی ہی خنجر کیطرف

آستین پھر آنسوؤن سے ہای تر ہونے لگی — پھر لگے بہہ بہہ کے جانے اشک دامان کیطرف

ہی یقین پھر اوکی یہ مجکو کنوئین جھنکوائیگا — دل ہے مائل پھر اک چاہِ زنخدان کیطرف

آبلون کے زخم پھر شاید کہ ہوجائین ہرے — پھر بہار آئی چلے خارِ مغیلان کیطرف

ای جنون رگہای تن کو شوقِ نشتر پھر ہوا — دیکھتا ہون پھر کسیکی نوکِ مژگان کیطرف

چھٹ گئی دستِ خرد سے پھر عنانِ اختیار — لیچلا پھر توسنِ وحشت بیابان کیطرف

پھر ہوا شوقِ شہادت آہ ای گویا مجھے
پھر جھکا جاتا ہی سر شمشیرِ تران کیطرف

ردیف قاف

کاہشِ جان ہے لب پہ ای فراق — کس بلا مین ہے مبتلاے فراق

کوے دوزخ اوسے پہونچتا ہے — نہ کسیکو خدا دکھاے فراق

کھا گیا غم ترا کلیجے کو — دل مرا ہو گیا غذای فراق

جان دی اوسکا نام لے لے کر — بس دلا تھی یہی وفاے فراق

دادرس کوئی بھی جہان مین نہین — مین کہون کس سے ماجراے فراق

سقف گردون دون جلاوے کہین — اے مرے آہ شعلہ زاے فراق

دل بھی بیگانہ ہو گیا مجھ سے — مین ہوا جب سے آشناے فراق

خوار ہون زار ہون پریشان ہون — اوس سے کہدو یہ ماجراے فراق

ردیف لام

الله رے دماغ ذرا دیکھوا اے ہما | آیا نہ بے طلب سگِ یار استخوان تلک
اوس ماہ نے جو سر مرا ٹھکرا دیا پانوں سے | پہونچا دماغ آج مرا آسمان تلک
نخلِ مراد یار ہوا آج بارور | صد شکر کٹکے سر مرا پہونچا سنان تلک
پہونچا جو تیر آ کے وہ برگشتہ بخت ہون | رخ پھیرے دیکھکر مجھے اوسکی کمان تلک
مرنیکے بعد ہے سگِ جانان کا انتظار | کبدو بہانہ آئے مرے استخوان تلک
سو بار آ کے موت بھی فرقت میں پھر گئی | برگشتگی نصیب کی پہونچی کمان تلک

گویا یہ ناتوانی کا احسان مجھپہ ہے | آنے دیا نہ یار کا شکوہ زبان تلک

ردیف کاف فارسی

شمع بہا گئی دیکھکر میرے سیہ خانہ کا رنگ | دیکھ لے گر سوزِ دل اوڑ جائے پروانیکا رنگ
ساقیا عجب ہے رنگین ہین لے وہ مستِ ناز | سرخ ہوجائے اگر ہو سبز پیمانے کا رنگ
تو عبث دھوتا ہے قاتل دامنِ گل کی روش | میرے خون کا تیرے دامن سے نہیں جانیکا رنگ
اوس پری کی چشم کی تعریف کا کھونچ ورد | ہو سلیمانی مری سبحے کے ہر دانیکا رنگ
ساقیا تو ماہ ہے اور ساغرِ مے آفتاب | آسمانی چاہیے اوس تیرے میخانہ کا رنگ
نغمۂ رنگین کو سنکر مثلِ گل سنتے ہین گوش | چھا رہا ہے بزم میں ایسا ترے گانیکا رنگ
دامنِ گل کر دیا ہے دامنِ کہسار کو | ابر سیکھے آ کے ہم سے اشک برسانیکا رنگ
جسم سرخ ایسا ہے پہنا اوسنے جو موتیکا ہار | ہر گہر میں صاف اب ہونگے ہر دانیکا رنگ

ردیف میم

کبھی چٹکی نہ کوئی چمن میں کلی مجھے اوسکے دہن کی صدا کی قسم
جو چمن میں وہ لالہ عذار نہیں کسی گل پہ ذرا بھی بہار نہیں
کہیں نغمہ بلبل زار نہیں مجھے جنبش باد صبا کی قسم
دل مضطرب آہ جو کہتے ہیں ہو کو سبھی بھی بات تو تم بھی سنو
یہ سمجھ لو جو کعبہ بھی تم ہو تو نکروں کبھی سجدہ خدا کی قسم
شب ماہ ہی اور چمن کی فضا لب نہر ہے اور ہے ٹھنڈی ہوا
کوئی جام شراب کا دے گویا تجھے ساقی ماہ لقا کی قسم

کوچہ جاناں میں جب جاتے ہیں ہم — کیا ہی مایوسانہ پھر آتے ہیں ہم
باغ میں بے یار اگر جاتے ہیں ہم — بلبلوں کی طرح چلاتے ہیں ہم
شکل مژگان تیغ گو منہ موڑ لے — سر کو اپنے کوئی سرکاتے ہیں ہم
کیوں نہ کیسے جنگ ہو یہ عین صلح — لڑتے ہی آنکھ اوس سے ملاتے ہیں ہم
مول لیتے ہیں لڑائی یار سے — دیکھے دل آنکھیں لڑا آتے ہیں ہم
اسقدر ہم جنس بے مقدار ہیں — لو جو تم نظروں نہیں مل جاتے ہیں ہم
صید ہیں پر کرتے رہتے ہیں شکار — دام میں صیاد کو لاتے ہیں ہم
ہجر میں جز غم نہ کھایا ہم نے کچھ — یار کھانے کی قسم کھاتے ہیں ہم
یاد آتا ہے جو وہ رنگین ادا — اشک خون آنکھوں سے برساتے ہیں ہم
آسکے اوس شمشاد قامت کے مدام — بید کے مانند تھراتے ہیں ہم